رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

ایک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا - الہام حضرت مسیح موعود

جلد ۵ | ۱۶ مارچ ۱۹۱۸ء | شنبہ | مطابق ۴ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ | نمبر ۷۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت بطور سابق ہی ہے۔

۱۳-۱۴ کو صدر انجمن احمدیہ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں باہر سے میاں چراغ الدین صاحب (لاہور) تشریف لائے

۱۲ تاریخ شیخ عبد الرحمن صاحب نومسلم ساکن لاہور کا نکاح میاں معراج الدین صاحب عمر کی لڑکی مبارکہ سے ایک ہزار مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے پڑھا - ہفتہ مختتمہ ۱۴ مارچ میں مندرجہ ذیل احباب تشریف لائے کالیجیٹ احمدیہ ہوسٹل لاہور - شیخ غلام فرید صاحب لاہور - ابراہیم صاحب لاہور صدر الدین صاحب لاہور احمد الدین صاحب لاہور عطاء اللہ صاحب لاہور یوسف علی صاحب لاہور علی اکبر صاحب لاہور سردار علی صاحب لاہور غلام حسن صاحب لاہور غلام محمد صاحب شیخ عبد الرحمن صاحب لاہور سے

اخبار احمدیہ

توبہ نامہ

حضور اقدس حضرت خلیفۃ المسیح صاحب دام ظلکم
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اول میں احمدی جماعت میں داخل ہو گیا تھا۔ پانچ چار سال تک جماعت میں رہا۔ مگر پھر تصوف کی طرف طبیعت رجوع ہو گئی۔ ایک بزرگ صوفی صاحب کی خدمت میں چند روز رہنے سے وہ رنگ ایسا چڑھا کہ جماعت احمدیہ کو چھوڑ کر اُن بزرگ صوفی صاحب سے بیعت کر لی۔ انھوں نے تصور شیخ وغیرہ کی طرف زیادہ زور دیا۔ چند لطائف قلبی تلقین فرمائے۔ اور توحید میں الجھایا۔ یہ سب کچھ ہوا۔ مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ سلسلہ احمدیہ میں رہکر جس قدر سرمایہ عاقبت کے لئے جمع کیا تھا۔ وہ بھی سب ضائع کر دیا۔ تجربہ نے ظاہر کر دیا اور بتلا دیا کہ اللہ پاک کی معرفت اور محبت اور اُس کے رسول صلعم کی عزت و عظمت صرف احمدیہ جماعت ہی میں رہکر دل میں پیدا ہو سکتی ہے۔ قلب میں نور اور روح کو سرور اسی پاک جماعت کی صحبت اور تعلیم سے پیدا ہوتا ہے پس میں اپنے ارتداد سے تائب ہو کر سچے دل سے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔ اور تجدید بیعت کرتا ہوں اور التجا کرتا ہوں کہ حضور اقدس مجھکو اپنی بیعت میں داخل فرما لیویں۔ اور میں سچے دل سے اس امر کی تصدیق کرتا ہوں اور ایمان لاتا ہوں کہ حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے سچے مرسل نبی اور مہدی مسیح موعود تھے آپ کے بعد اور کوئی مہدی یا مسیح موعود آنیوالا نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور زیر زمین مدفون ہیں۔ یہ بھی حضور سے دست بستہ التجا ہے۔ کہ میرے لئے دعا فرما دیں کہ مجھکو اس عقیدہ مبارک میں اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرما دے۔ اور میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دے۔ والسلام (خاکسار ولایت حسین احمدی از ...)

علاقہ مصر میں تبلیغ احمدیت

ہمارے ایک مخلص احمدی بھائی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ۔ آجکل کام کی کثرت کی وجہ سے فرصت بہت کم ملتی ہے۔ تاہم جہانتک ہو سکتا ہے تبلیغ حق کا کام سرانجام دیا جاتا ہے۔ اپنا فرض ادا کرنے کی غرض سے میں نے ایک پریس کو نصف کارڈ سائز پر مختصر سی تبلیغ بزبان عربی۔ انگریزی۔ فرانسیسی اطالوی۔ چھاپنے کے لئے (ایک ہزار تعداد میں) آرڈر دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ اچھا نتیجہ نکلیگا۔ تقریبًا ایک ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک احمدی بھائی رخصت سے واپس آتے ہوئے اس جگہ ٹھیرے۔ آپ نے خوب اچھی طرح تبلیغ کی۔ آخرکار ان کو عاجز کا پتہ ملا ہم دونوں نے معہ ایک اور احمدی بھائی کے بہت جگہ مسجدوں میں گھر گھر میں مباحثات کئے۔ جن کا بہت اچھا اثر ہوا۔ جن میں کے دو کا ذکر کرتا ہوں۔

وفات مسیح پر مباحثہ

ایک جگہ ہمیں مباحثہ کے لئے مدعو کیا گیا۔ جہاں ایک بڑے شیخ صاحب تشریف فرما تھے۔ شیخصاحب نے کہا کہ ثابت کرو کہ توفی کے معنی موت کے ہیں۔ میں نے فلما توفیتنی سے ثبوت دیا۔ تو فرمانے لگے۔ کہ یہ قیامت کے دن سوال ہوگا۔ اس کو جانے دو۔ بعد قرآن کریم کے میں نے ابن عباس کے معنی پیش کئے تفسیر لائی گئی۔ جب دیکھا تو لکھا تھا متوفیک بمعنی ممیتک۔ اس پر جب بہت عاجز ہو گئے۔ تو کہنے لگے۔ تم مسیح کو مار کر کیا کرنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا اس مسیح کا پتہ بتانا چاہتا ہوں جس کے آنے کی رسول کریم صلعم نے خبر دی ہے۔ اور جو آچکا ہے۔ اس کے بعد میں نے حضرت مسیح موعود کے دعاوی کو پیش کیا۔ آخر کہنے لگا کہ یہ عقیدے ہمیں پسند نہیں۔ اور چلا گیا۔ ہم نے وہیں باجماعت نماز ادا کی۔ بعد میں ایک اور شیخصاحب آئے۔ ان سے ذکر ہوتا رہا۔ کہنے لگے اب نبی کوئی نہیں آسکتا۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مطابق عالم لوگ بنی اسرائیل کے نبی کے مثیل ہیں۔ میں نے کہا چلو اسی کو ہم اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ بتاؤ حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے نبی تھے۔ یا نہ۔ کہنے لگا۔ تھے۔ میں نے کہا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ محمدی امت کے عالم کے مثل ہیں۔ یعنی ان کا کام ایک امت محمدیہ کا عالم کر سکتا ہے تو ان کے بذات خود آنے کی ضرورت کیا ہے۔ اس پر خاموش ہو گئے۔

یہ مباحثہ بنی دانیال کی مسجد میں ہوا تھا۔ بہت سے لوگ ہمارے ساتھ متفق ہو گئے۔ آخرکار مباحثہ دوسری روز قرار پایا۔ اس دن جب ہم سب مل کر وہاں پہنچے تو شیخصاحب اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک بھی نظر نہ آیا۔ آخر انتظار کے بعد ہم ایک اور مسجد میں گئے۔ وہاں پیغام پہنچایا۔ وفات مسیح پر مباحثہ ہوا۔ دوران مباحثہ میں ہی مقابل کلام کرنے والے صاحب اٹھ کر چلے گئے۔

ترجمہ قرآن کی پسندیدگی

قاہرہ میں قرآن کریم کا پارہ اول تقسیم کیا گیا جسے تعلیم یافتہ اور مذہب کے ساتھ دلچسپی رکھنے والے لوگوں نے بہت پسند کیا۔

مسلمانوں کی عملی حالت

میں نے ایک عیسائی کو تبلیغ کی۔ بہت خوشی ہوا۔ چلتے وقت کہنے لگا آؤ تھوڑی سی شراب پی لیں۔ میں نے اسے کہا شراب حرام ہے۔ اور اس کے یہ نقصان ہیں۔ خاموش ہو کر سنتا رہا۔ پھر مجھے ایک دکان پر لے گیا جہاں بہت سے مسلمان رسکی پی رہے تھے۔ کہا یہ بھی مسلمان ہیں یا نہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ یہ حالت اس زمانہ کے لوگوں کی اللہ تعالےٰ نے پہلے ہی رسول کریم کو بتلا دی تھی۔ یہ بھی آپ کی صداقت کی دلیل ہے ہاں آپ مجھے کسی احمدی کو شراب کا استعمال کرتے ہوئے دکھادیں۔ تو بات ہے۔ ایک معزز فوجی لفٹنٹ صاحب زیر تبلیغ ہیں۔ ایک روز نماز کا وقت ان کے مکان پر ہی آگیا۔ میں نے وضو کیا۔ اور نماز کی تیاری کر کے کہا۔ آیئے جماعت سے نماز پڑھ لیں۔ فرمانے لگے "مجھے نماز پڑھنے کی عادت ہی نہیں" عملی حالت اس حدتک گری ہوئی ہے۔

ایک مصدق مسیح موعود

ایک انگریزی خواندہ نے حضرت اقدس کے دعوے کی تصدیق کی ہے۔ ایک کافی شاپ میں مباحثہ ہوا تھا۔ جہاں وہ حاضر تھے۔ بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ شرائط بیعت وغیرہ ان کو بتلائی گئیں ریویو آف ریلیجنز میں مولوی شیر علی صاحب کا مضمون Ahmadi World ہے وہ دیا کر آج زار روس والی پیشگوئی پڑھ کر تو بہت دیر حیران رہا

ضروری اطلاع

اخبار "الفضل" میں کئی دفعہ شائع ہو چکا ہے۔ کہ جن لوگوں نے جلسہ کرانا ہو وہ کم از کم ایک مہینہ پہلے اطلاع کیا کریں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ دوست اس بات پر اکثر عمل نہیں کرتے۔ اس لئے انتظام میں نہایت ہی مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور خاطر خواہ کام بھی نہیں ہوتا۔ اب اس اشتہار کے ذریعہ دوستوں کو دوبارہ متنبہ کیا جاتا ہے۔ کہ بغیر حضرت صاحب کو اطلاع دینے اور اجازت حاصل کرنے کے جلسوں کا انتظام کیا کریں گا دالاقادیان سے کسی قسم کی مدد دینا مشکل ہوگا۔

فتح محمد سیال۔ جائنٹ سکرٹری ترقی اسلام

ڈاکخانہ قادیان کے متعلق شکایات

افسوس عملہ ڈاکخانہ قادیان کا سلوک احمدیہ پبلک سے ناپسندیدہ طرز اختیار کر رہا ہے۔ اور بہت سی شکایات پیدا ہو چکی ہیں جن میں سے بعض میر قاسم علی صاحب کے پاس بحیثیت سکرٹری لوکل انجمن و ایڈیٹر فاروق اخبار میں درج کر کے افسران بالا کی توجہ مبذول کرانے کے لئے پہنچائی گئی تھیں اور میر صاحب نے بغرض احتیاط شائع کرنے سے پہلے سب پوسٹماسٹر صاحب سے ان کے جائز یا ناجائز ہونے پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی تھی۔ اس کے جواب میں بجائے اس کے کہ ان کی تصدیق یا تردید کرتے میر صاحب کے متعلق ایسے الفاظ تحریر کئے ہیں۔ جو ہتک آمیز ہیں۔ اس لئے انھیں ان کی نسبت معافی مانگنے کا نوٹس دیا گیا ہے۔ یہ بات بہت ہی افسوسناک ہے کہ موجودہ سب پوسٹماسٹر صاحب نے چند ہی دن میں پبلک کو اس قدر شکایات پیدا کرا دی ہیں۔ جن کی نظیر ڈاکخانہ قادیان میں اس سے پہلے ہرگز نہیں مل سکتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
الفضل
قادیان دارالامان ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء

تلاشِ عبث

حقیقی پیر و مرشد کا پتہ

احمدیوں کی غیر احمدیوں سے علیحدگی کی وجہ

موجودہ زمانہ کے مسلمان کہلانے والے کیا بہ لحاظ دین اور کیا بہ لحاظ دنیا جس قدر انحطاط پذیر ہو چکے ہیں جس قدر کمزور اور ناتوان ہو چکے ہیں جس قدر قابل افسوس اور لائق عبرت ہو چکے ہیں وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں اتفاق و اتحاد ان میں نہیں ہمدردی و یگانگت ان میں نہیں۔ خدا اور اس کے رسول کے احکام کا ادب و احترام ان میں نہیں۔ اسلام کے مطابق عملدرآمد ان کا نہیں۔ غرضکہ کسی ایسی صفت سے موصوف نہیں۔ جو ان میں زندگی کی نشان دہی کرتی ہو۔ ان کی حیات کا پتہ دیتی ہو۔ ان کی دینداری کا ثبوت پیش کرتی ہو۔ ایسی صورت میں ان کے لئے کیا چارہ کار تھا۔ یہی کہ وہ خدا کے حضور جھک جاتے۔ اپنے گناہوں۔ اور اپنی نافرمانیوں کی معافی مانگتے۔ اپنی تباہی اور بربادی کو پیش کرتے۔ اپنی بے دینی۔ اور اسلام سے ناواقفیت کو عرض کرتے۔ دین مبین سے واقف کرانے اور حقیقی اسلام پر چلانے .... کے لئے کسی برگزیدہ انسان کو چاہتے۔ اس کے لئے بار بار دعائیں کرتے۔ روتے۔ گڑگڑاتے۔ التجا کرتے۔ اور اگر وہ ایسا کرتے۔ تو ممکن نہ تھا کہ وہ خدا جو بن مانگے دیتا۔ اور بغیر سوال کئے عطا کرتا ہے۔ انہیں محروم و ناکام رکھتا۔ لیکن کیسی حیرانی کی بات اور رونے کا مقام ہے کہ یہ لوگ جس مرض الموت میں مبتلا ہیں۔ اس کا علاج شافیٔ مطلق سے نہیں چاہتے۔ اس کی حضور اپنی درماندگی کو پیش نہیں کرتے۔ اس کے آگے دست سوال دراز نہیں کرتے۔ بلکہ اخباروں میں اشتہار دیکر کسی ہادی کسی راہ نما۔ کسی مرشد کی تلاش اسی طرح کرتے ہیں۔ جس طرح کسی نوکر اور ملازم کی کیجاتی ہے۔ چنانچہ اخبار وکیل میں ایک "بیرل مسلمان" نہایت صفائی کے ساتھ مسلمانوں کی نکبت و ادبار تباہی و بربادی۔ بے دینی و لامذہبی کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی چارہ سازی کے لئے اشتہار دیتے ہیں کہ:۔

"ضرورت ہے۔ ایک پیر و مرشد کی۔ جو پولیٹیکل حقوق کے لئے نہیں۔ بلکہ اسلام کو زندہ کرنے کے لئے نظر بند ہو جائے یعنی ایوان حکومت و ریاست و زر کو چھوڑ کر خرقہ پوش بن جائے"

جہاں تک ہماری عقل اور فہم کام دے سکتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس طرح تلاش اور تجویز کرنے سے کبھی کوئی پیر و مرشد نہ ملا ہے۔ نہ مل سکتا ہے۔ اور نہ اب ملیگا۔ کیونکہ جس طرح جسمانی بیمار اور مریض کا یہ کام نہیں ہے۔ کہ اپنے علاج کے لئے کسی ڈاکٹر اور طبیب کو خود منتخب کرے۔ اسی طرح روحانی مریضوں کا بھی یہ کام نہیں ہے۔ کہ روحانی شفا بخشنے والے کو آپ تجویز کریں۔ اور اس کے لئے خود شرائط مقرر کریں۔ یہ صرف اس خدا تعالیٰ کا کام ہے جس کے ہاتھ میں ہر قسم کی شفا ہے۔ کہ بندوں کی روحانی اصلاح کے لئے خود کسی کو مقرر کرے۔ بندوں کا نہ یہ کام ہے۔ اور نہ وہ کر سکتے ہیں۔ ہاں وہ خدا سے عرض کر سکتے ہیں۔ کہ ہمیں کوئی مصلح عطا فرما اور اس کی شناخت کی توفیق بخش۔ لیکن کیسے افسوس کی بات ہے۔ کہ جو خدا کا کام ہے اسے مسلمان کہلانے والے اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں۔ اور جو ان کا ہے۔ اس کی طرف خیال بھی نہیں کرتے ہم انہیں بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ یہ طریق ان کے لئے کامیابی کا نہیں۔ انہیں یہ بات نہایت غور و فکر کے ساتھ سمجھ لینی چاہئے۔ اور اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے۔ کہ وہ خدا جس نے انسان کو بنایا۔ اور اس کی ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اور احتیاج کو پورا کرنے کے سامان مہیا کئے۔ وہ اپنی مخلوق کی روحانی اصلاح سے نہ کبھی پہلے غافل ہوا ہے۔ اور نہ اس زمانہ ہے۔ بلکہ اس نے ایک عظیم الشان برگزیدہ حضرت مرزا صاحب کو جن کے آنے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی زمانہ کے متعلق دی تھی بھیج دیا ہے۔ پس اب بجائے اس کے کہ کسی خود ساختہ پیر و مرشد کی ضرورت کا اعلان کرکے اس کے ملنے کی امید پر بیٹھا جائے۔ اس فرستادہ خدا کے قبول کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ جس کا دعویٰ ہے۔ کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اصلاح خلق اور تجدید دین اسلام کے لئے مبعوث کیا ہے۔ اور یہ دعویٰ ہی نہیں۔ بلکہ اس کو اس نے پورا کرکے دکھا دیا ہے

"بیرل مسلمان" صاحب نے جس پیر و مرشد کے لئے اشتہار دیا ہے۔ اس کے لئے چند شرائط بھی تجویز کی ہیں اگرچہ یہ ضروری نہیں کہ ان کی تجویز کردہ شرائط درست ہی ہوں۔ اور ان کا کسی "حقیقی پیر و مرشد" میں پایا جانا ضروری ہو لیکن جو باتیں ان کے ذہن میں آئی ہیں۔ وہ معقول ہیں۔ اس لئے ہم انہیں ذیل میں درج کرکے بتاتے ہیں کہ اگر انہیں کو مدنظر رکھ کر حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو پرکھا جائے۔ تو روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے "بیرل مسلمان" صاحب ایک ایسا پیر و مرشد چاہتے ہیں جو

(۱) زہد و تقویٰ۔ جذب و کشش۔ ریاضت و ذکر سے لاکھوں مسلمانوں۔ اور نامسلموں کو اپنا عقیدت گذار بنالے۔ جو اس نئی وضع کے پیر کے اشارہ پر اپنے مال و جان نثار کرنے کو طیار ہوں۔ (۲) پھر یہ پیر یہ مرشد۔ یہ خرقہ پوش صوفی اپنے بیکار مریدوں کو کام پر لگا دے۔ (۳) بے نمازوں کو عبادت گذار بنا دے۔

(۴) مریدوں سے زر پرستی قبر پرستی - پیر پرستی چادر و علم پرستی موقوف کرا کے - ان کے سر عجز و نیاز اس خدا ئے واحد کے سامنے جھکا دے - جس کے لئے ہی ثنا و پرستش وعبادت وغیرہ بنائی گئی ہے - (۵) مسلمانوں کو روزہ حج زکوٰۃ - پردہ وغیرہ پر عامل بنا دے تجارت وعلوم کی تحصیل کا شوق ان کے دل میں پیدا کر دے - تا مسلمانوں کو حلقہ بگوش اسلام بنا دے - الغرض مسلمانوں کو مسلمان بنا دے"

یہ نمبر ہم نے اپنی طرف سے سہولت سے زیر نظر رکھنے کے لئے لگا دیئے ہیں - باقی تمام عبارت "برل مسلمان" کی ہے - اب وہ اور انھیں کے ایسے سنجیدہ اور متین احباب غور فرما سکتے ہیں - کہ یہ سب باتیں حضرت مرزا صاحب نے اپنے پیرووں میں پیدا کی ہیں - یا نہیں - سلسلہ احمدیہ سے قلیل سی واقفیت حاصل کرنے پر انھیں معلوم ہو سکتا ہے - کہ اس زمانہ میں جبکہ خدا فراموشی - اور دنیا طلبی اپنی انتہائی حد کو پہنچ چکی ہے - جس انسان نے کئی لاکھ کی ایسی جماعت طیار کر دی ہے - جو غریب اور فاقہ مست ہونے کے باوجود ہر سال اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھکر مال خدا کی راہ میں خرچ کرتی ہے - اور جس کے اشارہ پر وہ اپنی جان و مال نثار کرنے کے لئے ہر وقت تیار و آمادہ ہے وہ حضرت مرزا صاحب ہی ہیں - آپ ہی کی تیار کردہ وہ جماعت ہے - جس کے افراد مختلف ممالک میں اپنی مال و جان کی کوئی پروا نہ کرتے ہوئے تبلیغ اسلام کے لئے پھر رہے ہیں - اور اسلام کا منور چہرہ لوگوں پر روشن کر رہے ہیں - پھر آپ ہی کے وہ متبعین ہیں - جو گھر بار بیوی بچے - خویش و اقارب دوست و آشنا چھوڑ چھاڑ کر دور دراز ملکوں میں محض اسلام کے لئے ڈیرے جمائے بیٹھے ہیں پھر آپ ہی کے وہ غلام اور اطاعت گذار غلام ہیں - جو خود بھوکے رہتے ہیں - خود پھٹے پرانے کپڑے پہنتے ہیں - اور اپنے بال بچوں کو پھٹے پرانے کپڑے پہناتے ہیں - اور

اس طرح جو کچھ پس انداز ہوتا ہے اسے خدا کی راہ میں صرف کرنے کے لئے دے دیتے ہیں - اور خدا کے فضل و کرم سے اتنا دیتے ہیں - جتنا مسلمان کہلانے والے اکثر امرا کو دینے کی بھی کبھی توفیق نہیں ملتی - پھر کیا یہ اس بات کی جیتی جاگتی بولتی چالتی مثال موجود نہیں ہے - کہ حضرت مرزا صاحب نے لاکھوں مسلمانوں کو اپنا ایسا عقیدت گذار بنا لیا ہے - کہ آپ کے اشارہ پر اپنے مال و جان نثار کرنے کے تیار ہی نہیں - بلکہ نثار کرتے ہیں - پھر آپ کے ایسے پیر و مرشد اور خدا کے برگزیدہ ہونے میں کیا شک و شبہ رہجاتا ہے جس کی دنیا کو ضرورت ہے - کیا کوئی ہے - جو ٹھنڈے دل کے ساتھ اس پر غور و فکر کرے -

باقی امر دوم - سوم - چہارم اور پنجم کے متعلق ہم علی الاعلان دعوت دیتے ہیں - کہ جس کا جی چاہے آکر دیکھ لے - حضرت مرزا صاحب کی بنائی ہوئی جماعت میں یہ صفات احسن طور پر پائی جاتی ہیں - اور جو سچے دل سے آپ کی جماعت میں شامل ہوتا ہے اس کی پہلی اور بعد کی حالت میں زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیتا ہے - باقاعدہ نماز گذار ہو جاتا ہے - زر پرستی - قبر پرستی - پیر پرستی - چادر و علم پرستی میں اگر مبتلا ہوتا ہے - تو موحد ہی ہو کر ان کا نام تک نہیں لیتا - اسلام کے تمام احکام کو دل و جان سے بجا لانے کی کوشش کرتا ہے پس جب یہ سب باتیں حضرت مرزا صاحب کی تیار کردہ جماعت میں موجود ہیں - تو پھر آپ کو چھوڑ کر کسی اور کی راہ تکنا اور اس کی تلاش میں سرگرداں ہونا - کہاں کی عقلمندی ہے - لیکن کیسے تعجب اور حیرانی کی بات ہے - کہ خدا کے اس برگزیدہ کو قبول کرنے کی بجائے اس کی بعثت کو لغو سمجھا جاتا ہے - اور اس کا - اور اس کی جماعت کا ذکر آتے ہی نہ کسی مصلح کی ضرورت رہتی ہے - نہ مسلمانوں کے اسلام سے ناواقف ہونے کی شکایت کی جاتی ہے نہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کو پس پشت ڈالنے کا رونا

رویا جاتا ہے - نہ اسلام کے مٹنے اور مسلمانی کے لُٹنے کا مرثیہ پڑھا جاتا ہے - چنانچہ یہی "برل مسلمان" صاحب جو کسی پیر و مرشد کی ضرورت تسلیم کر کے اس کے پورا کرنے کے لئے اشتہار دے رہے ہیں - جو مسلمانوں کے اسلام کے تمام بڑے بڑے احکام پر عامل نہ ہونے کی شکایت کر رہے ہیں - جو ان میں زر پرستی پیر پرستی - قبر پرستی - چادر و علم پرستی کے جراثیم بتا رہے ہیں - جو ان کے نماز کے تارک ہونیکا اقرار کر رہے ہیں - الغرض جو "مسلمانوں کو مسلمان بنانے" کی ضرورت سمجھ رہے ہیں - وہی جب اس برگزیدہ خدا کے ماننے والوں کا ذکر کرتے ہیں - جو

"مسلماں را مسلماں باز کردند"

کے الہام الٰہی کے مطابق مسلمانوں کو مسلمان بنانے کے لئے آیا تھا تو لکھتے ہیں :-

" احمدیوں کو یقین کر لینا چاہئے - کہ اسلام ½ ۱ لاکھ آدمیوں میں ہی نہیں سما گیا (ان کے نزدیک احمدیوں کی یہی تعداد ہے -) بلکہ چالیس کروڑ انسان اسلام کے نام لیوا ہیں - اسلام کے باقی تمام فرقے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں - آپس میں شادی بیاہ کر لیتے ہیں - پھر آپ کیوں علیحدہ ہو گئے ؟"

اس کے متعلق ہم دریافت کرتے ہیں - کہ اگر چالیس کروڑ مسلمانوں کا اسلام کا نام لیوا ہونا کچھ حقیقت رکھتا ہے - اگر ان میں اسلام پایا جاتا ہے - اگر وہ شریعت حقہ کے پابند ہیں - اگر ان میں دین و ایمان پایا جاتا ہے - تو کیا "برل مسلمان" نے جن مسلمانوں کے عیوب گنائے ہیں - یہی ۴۰ کروڑ مسلمان ہیں - یا کوئی اور - اگر کوئی اور ہیں - تو کسی پیر و مرشد کے تلاش کرنے کی انھیں تو ضرورت نہیں - اور اگر یہی ہیں - تو پھر ان کا اسلام کا نام لیوا ہونا نہ ہونا برابر ہے اور یہی وجہ احمدیوں کے ان سے علیحدہ ہونے کی ہے - کیونکہ جب ان کا اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں - اسلام کے احکام کے پابند ہی نہیں - اسلام اور بانیٔ

اسلام کے احکام کا احترام ہی نہیں۔ تو پھر وہ لوگ جنہیں خدا کے ایک فرستادہ نے ان مسلمانوں سے مسلمان بتایا ہے۔ وہ ان کے ساتھ کس طرح رہ سکتے ہیں۔ کیا ایک ایسا شخص جس نے بڑی محنت اور کوشش سے تہ سمندر سے کچھ موتی نکالے ہوں۔ وہ پھر انہیں سمندر ہی میں پھینک دیگا۔ یا جس نے پہاڑ کھود کھود کے اور ریت چھان چھان کے سونے کے ذرے جمع کئے ہوں وہ انہیں پھر مٹی میں ملنے دیگا۔ یا جس نے ظالم اور جفا کار دشمن کی صفوں کو چیر کے۔ اور اس کی توپ و تفنگ کی کوئی پرواہ نہ کرکے کچھ ملک فتح کیا ہوگا وہ اسے واپس دیدیگا۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب جنہوں نے ظلمت و تاریکی بے دینی و گمراہی کے سمندر سے اپنی محنت اور خدا کی تائید سے موتی نکالے گناہوں اور بدکاریوں کے پہاڑوں کو توڑ توڑ کے سیاہ کاریوں اور پلیدیوں کی تہوں کو ہٹا ہٹا کے سونے کے ذرے جمع کئے خونخوار دشمنوں اور کینہ ور مخالفوں کو چاروں شانے چت گرا کے ان کے جابرانہ اور ظالمانہ تصرف سے مخلوق خدا کے ایک حصہ کو چھڑایا۔ وہ کب گوارا کر سکتے تھے کہ اسے پہلی حالت میں ہی رہنے دیں اور اس طرح اپنی محنت اور خدا تعالیٰ کے منشا کو پورا نہ ہونے دیں۔ پس آپ نے اپنے خالص دودھ کو گندے دودھ سے بالکل جدا کر دیا۔ اور آپ سے پہلے جتنے انبیاء کرام آئے ہیں۔ وہ سارے اسی طرح کرتے رہے ہیں۔ اس لئے ہم سے مسلمان کہلانے والوں کی یہ شکایت کہ ہم ان سے کیوں علیحدہ ہوگئے ہیں فضول ہے وہ اپنی حالت پر نظر کریں اور دیکھیں کہ حقیقی اسلام کے پیرو کون سے گروہ ہیں۔ تو پھر انہیں خوش ہونا چاہئے۔ کہ ان میں سے ایک ایسا گروہ جو اسلام کے احکام کا پابند نہ تھا علیحدہ ہوگیا۔ اور اگر وہ نہیں جیسا کہ وہ خود اقرار کر رہے ہیں۔ تو پھر اپنے غلط عقائد کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ مل جائیں۔ کیونکہ ہم ہی وہ جماعت ہیں جنہوں نے ایک حقیقی اور کامل پیر و مرشد کو قبول کیا۔ اور اس کے ذریعہ اسلام کو نئے سرے سے حاصل کیا۔

خواجہ کمال الدین صاحب
اور
احمدیہ مشن لنڈن کی مخالفت

اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ اخبار "مشرق" گورکھپور سے ایک ولایتی چٹھی درج کی جاتی ہے۔ جس کے لکھنے والے کوئی غیر احمدی صاحب مقیم لنڈن ہیں۔ انہوں نے "ووکنگ مشن" اور احمدیہ مشن لنڈن کا مختصر طور پر موازنہ کرتے ہوئے۔ خواجہ صاحب کی حقیقت کو اچھی طرح واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کی طرف سے جناب مفتی صاحب۔ اور قاضی صاحب کی مخالفت میں کوشش کی جارہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مشن کے علاوہ کسی اور کو ولایت میں کام کرتے ہوئے دیکھنا ہی نہیں چاہتے تا کہ صرف انہی کی شہرت ہو۔ باقی رہا یہ کہ مفتی صاحب احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں کرتے۔ اس کی یہ صورت ہے۔ کہ ان کے نزدیک جو بات افضل ہے ضروری ہے کہ اپنے دین و ایمان کے مطابق وہ اس کا اظہار کریں۔ لیکن خواجہ صاحب در پردہ انہیں ہتھیاروں سے کام لیتے ہیں جو احمدیت کے ہیں۔ ہاں ان میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ کھلے طور پر کام لیں۔ اور یہ کوئی پسندیدہ بات نہیں ہے۔ بلکہ دین و ایمان کے خلاف چال ہے۔

امید ہے کہ ان حالات کو پڑھ کر جو ایک غیر احمدی صاحب کے قلم سے لکھے ہوئے ہیں۔ وہ اخبارات جنہوں نے جناب مفتی صاحب اور جناب قاضی عبد اللہ صاحب کی تبلیغی رپورٹوں کو شائع کرنا بند کر دیا تھا۔ اب پھر شائع کیا کریں گے۔ اور اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں گے جو مسٹر مشیر حسین صاحب نے خواجہ صاحب کے ایماء سے احمدیہ مشن لنڈن کے متعلق پھیلانی چاہی تھی۔ اس چٹھی کو درج کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب مشرق نے لکھا ہے۔ کہ

"ہم ایک مدت دراز سے قادیان کے معتقدوں کی دو پارٹیاں دیکھ رہے ہیں۔ ایک گروہ جو جناب مرزا صاحب مرحوم کے صاحبزادہ اور جانشین کے ساتھ ہے۔ وہ ان عقائد کا اعلان کرتا ہے۔ جو خاص جناب مرزا صاحب مرحوم کے تھے۔ اور جناب مرحوم نے اپنی کئی کتابوں میں ان کا اظہار صداقت کے ساتھ فرمادیا ہے۔ جس میں کسی چون و چرا کی گنجائش نہیں۔

دوسرا گروہ جو لاہور میں اپنا مرکز رکھتا ہے جناب مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ ہے۔ اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب اس طبقہ کے بلند بالا پیشوا ہیں۔ یہ گروہ جناب مرزا صاحب مرحوم کے عقائد کے خلاف تاویلات میں سرگرم رہتا ہے خواجہ صاحب سے ہم نے زبانی ایک مرتبہ یہ کہا کہ اگر آپ مرزا صاحب مرحوم کے عقائد میں تاویلات فرماتے ہیں۔ اور ہر مسلمان کو مسلمان تصور کرتے ہیں۔ تو کیوں مسجد میں چل کر ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ مگر اس کا کوئی جواب خواجہ صاحب نے ہم کو کافی نہیں دیا۔ اس سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ در اصل خواجہ صاحب خود تذبذب میں ہیں"

ایڈیٹر صاحب مشرق نے خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے ساتھیوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ان کے ذاتی تجربہ اور عینی مشاہدہ کی بنا پر ہے۔ اور بالکل درست اور صحیح ہے۔ یہ لوگ نہ ادھر کے رہے ہیں نہ ادھر کے۔ بلکہ ادھر میں لٹک رہے ہیں۔

بدر اور الحکم کے فائلوں کی ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی لائبریری میں بدر اور الحکم کے ۱۹۰۸ء تک کے فائلوں کی اشد ضرورت ہے۔ اگر کسی دوست کے پاس ہوں۔ یا ان میں سے کوئی فائل ہو تو وہ قیمتاً یا کسی اور طرح ہم کو دے سکیں تو بہت جلد اطلاع دیں۔

خاکسار عطا محمد لائبریرین حضرت اقدس۔ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

ہر ایک چیز میں تغیر ہے

اچھے تغیر کے لئے دعائیں کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ
فرمودہ ۸- مارچ ۱۹۱۸ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت میں آج بھی بیماری کی وجہ سے وہ مضمون جو میں نے شروع کیا ہوا تھا نہیں بیان کر سکتا۔ چونکہ ابھی تک میرا حلق اس قابل نہیں ہوا کہ سب تک اپنی آواز پہنچا سکوں۔ اس لئے آج میں پھر اسی مضمون کو جس کے متعلق پچھلے جمعہ توجہ دلائی تھی کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

سورہ فاتحہ میں علاوہ ان تمام معارف اور حقائق کے جو بیان کئے گئے ہیں۔ ایک معرفت کا نکتہ یہ بھی ہے۔ کہ تمام مخلوق کی حالت یکساں نہیں رہتی۔ مخلوق کی تغیر پذیری کہاں سے ثابت ہے؟ سو یاد رکھو کہ یہ بات الحمد للہ رب العالمین سے ثابت ہوتی ہے۔ رب کے معنی ہیں کہ جو پہلے پیدا کرے اور پھر اس کو ادنیٰ حالت سے اعلیٰ کی طرف ترقی دیتا ہوا چلا جائے پھر اس کی ضروریات کے مطابق آہستہ آہستہ اس کو کمال تک پہنچا دے۔ یہ معنی رب کے ہیں۔ اور اس سورت میں بتلایا گیا ہے۔ کہ تمام جہانوں کا رب اللہ ہے۔ خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین پر۔ نباتات ہو یا جمادات سب کا رب اللہ ہی ہے۔

ایولیوشن تھیوری اپنی اصلی صورت میں یہی ہے۔ اس کے استعمال میں غلطی لگی ہے کہ آیا بندر سے انسان نے ترقی کی ہے۔ یا کیا۔ یورپ نے اس تھیوری کو اب ایجاد کیا ہے۔ لیکن قرآن نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر اس حقیقت کو ظاہر کر دیا تھا۔ یورپ کی حیرت انگیز ایجادات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ ہر ایک چیز ادنیٰ حالت سے اعلیٰ مدارج پر پہنچی ہے۔ کیونکہ اگر کوئی ایسی چیز ہو جو ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف نہ جاتی ہو۔ تو خدا رب العالمین نہیں رہتا۔ اس نکتہ کو ہمیں قرآن نے بتا دیا۔ کہ ہر ایک چیز خواہ کہیں ہو۔ اس میں تغیر کرنے والا خدا ہے۔

سورہ فاتحہ تمہید ہے۔ اس تفسیر کی جو خداوند عالم نے انسان کے سامنے دھری ہے پہلے فرمایا کہ ہر ایک چیز میں تغیر ہے۔ پھر فرمایا الرحمن الرحیم۔ خدا تعالیٰ کے انعام کے دو طریق ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ بغیر کسی محنت کے انعام کرتا ہے۔ دوسرے کسی محنت کے بعد انعامات عنایت فرماتا ہے۔ الرحمن الرحیم میں ربوبیت دو قسم کی بتلائی ہے۔ ایک ربوبیت تو بغیر محنت اور دوسری بعد محنت

پھر فرمایا مالک یوم الدین۔ یعنی جو اس رب کی ربوبیت ہے۔ وہ لغو نہیں۔ بلکہ اس نے جزا و سزا رکھی ہے۔ ربوبیت کے بعد نتائج نکلتے ہیں۔ پھر فرمایا ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ وہی ربوبیت جو الرحمن الرحیم میں بیان کی تھی وہی اس جگہ دوسری طرح بیان کی گئی ہے۔ اس جگہ رحیمیت کو پہلے رکھا ہے اور رحمانیت کو بعد میں۔ رحیمیت یہ ہے کہ انسان کچھ کرتے ہیں۔ اور بعد میں خدا کی طرف سے انعامات کا صدور ہوتا ہے۔

اس کے متعلق ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ جب خدا کی طرف سے یونہی بغیر کسی محنت کے رحمانیت کے ماتحت انعام ہو رہا ہے۔ تو پھر اس سوال سے کیا مطلب ہے۔ کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ یعنی صفت رحیمیت کے ماتحت سوال کرتے ہیں۔ جبکہ رحمانیت کے ماتحت خود بخود انعامات حاصل ہو رہے ہیں۔

پس رحیمیت پہلے کیوں رکھی گئی ہے؟ یہ ایک خاص نکتہ ہے۔ جس کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس نے قرآن کریم پر اس رنگ میں غور کیا ہے۔ کہ قرآن شریف میں کوئی لفظ بیہودہ نہیں اس ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں اللہ تعالیٰ نے ایک لطیف بات بیان کی ہے۔ اس خیال کے مطابق تو ایاک نستعین و ایاک نعبد چاہئے تھا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ قافیہ ملانے کے لئے ایاک نعبد و ایاک نستعین کہہ دیا ہے۔ لیکن اگر کوئی انسان غور کرے گا۔ تو اس کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ قرآن قافیہ نہیں ملاتا۔ بلکہ یہ اور ہی باتیں مدنظر رکھتا ہے۔ ہاں اس میں خوبی بھی ہے۔ کہ قافیہ بھی مل جاتا ہے۔ پس اب غور کرنا چاہئے۔ کہ اس میں کیا وجہ اور حکمت ہے۔ سو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ رحمانیت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جو رحیمیت کے بغیر ہوتی ہے۔ اور دوسری وہ جو رحیمیت کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ عام ہے۔ اس میں کافر و مسلم کی تمیز نہیں۔ مثلاً انسان کو آنکھیں دی گئی ہیں۔ مگر بعض اوقات کوئی مسلمان نابینا ہوگا۔ اور کافر سوجاکھا۔ غرض ساری مخلوق کے ساتھ عام ہے۔ یہ رحمانیت جب تک ہر انسان کے ساتھ نہ ہو۔ وہ کچھ بھی کام نہیں کر سکتا۔ منہ میں زبان ہوگی۔ تو بولیگا۔ کان ہونگے تو سنیگا۔ ہاتھ ہونگے تو کام کرے گا۔ پیر ہونگے۔ تو چلیگا پھریگا۔ اگر ہاتھ نہ ہوں آگ لگجائے۔ تو آگ کیونکر بجھائیگا یہ وہ رحمانیت ہے جس کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ پس ملی ہوئی چیز کا مانگنا تحصیل حاصل کام ہے۔ اس عام رحمانیت کے مانگنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ تو اس وقت دیدی جاتی ہے۔ جس وقت ہم ابھی دنیا میں آئے بھی نہیں ہوتے۔ دوسرا قدم رحیمیت ہے۔ اور پھر تیسرا رحمانیت۔ جو خاص مومن سے تعلق رکھتی ہے۔ تین درجہ ہیں۔ اول رحمن دوم رحیم۔ پھر تیسرا درجہ رحمن۔ پہلے رحمانیت ہوتی ہے۔ اور پھر رحیمیت۔ اس کے بعد خاص رحمانیت۔ اور یہ رحمانیت جو آخری درجہ کی ہوتی ہے اور مومنوں سے ہی خاص ہوتی ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ کسی اعمال اور نیکی کے بدلہ میں نہیں لانا چاہتا۔ مثلاً نبوت جو ہے۔ وہ ایک موہبت ہے۔ اور یہ رحمانیت ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ کسی کافر مشرک اور بدکار کو نبی بنا دے۔ بلکہ اس رحمانیت

کا نزول نیک اور پاک بندوں پر ہی ہوتا ہے۔ نبوت تو بڑا درجہ ہے۔ الہام کا درجہ بھی موہبت سے ہی ملتا ہے۔ قرآن شریف میں آتا ہے۔ الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان پس یہ رحمانیت خاص ہوتی ہے۔ ورنہ پہلی قسم کی رحمانیت میں بعض کافر انبیاء کی نسبت زیادہ موٹے تازے جسیم ہوتے ہیں ان کی صحت بھی بوجہ بے فکری کے زیادہ اچھی ہوتی۔ اور نبی کمزور اور بیمار ہوتے ہیں۔ چونکہ پہلی رحمانیت کو بیان کر دیا گیا تھا۔ اس لئے فرمایا ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اب رحیمیت کے ماتحت کام ہوگا۔ اور بعد میں پھر رحمانیت شروع ہوگی۔

پھر جو مالک یوم الدین کی صفت آئی ہے۔ اس میں اس تغیر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو پیدا کیا جائیگا۔ اب تغیر دو ہی قسم کا ہو سکتا ہے۔ نیک اور مفید۔ یا دوسرا وہ جو سزا کے باعث ہو۔

تو سورہ فاتحہ میں ایک عظیم تغیر کا ہونا بیان کیا گیا ہے تغیر تو ہوگا۔ کیونکہ تمام انسان تغیر پذیر ہیں۔ اچھا بھی تغیر ہوگا اور برا بھی اور یہ دونوں تغیر ربوبیت کے ماتحت آسکتے ہیں۔ خراب کو وہ کاٹ دیتا ہے۔ اور عمدہ کو برقرار رکھتا ہے۔

اگر کوئی مالی باغ کے درختوں میں سے بعض کو کاٹ دے۔ اور بعض کی شاخوں کو الگ کر دے۔ تو کوئی نہیں کہیگا کہ یہ مالی باغ کو برباد کر رہا ہے۔ پس ربوبیت دو قسم کی ہوئی۔ کہ بعض دفعہ گرا کر ہی تغیر پیدا کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی طبیب کسی مریض کو دست آور دوائی دیتا ہے۔ تو وہ نادان ہے۔ جو یہ کہے۔ کہ طبیب نے تو الٹا اس مریض کو کمزور کر دیا۔ اور اس کی اگلی طاقت کو بھی کھو دیا۔

یہ کمزوری نہیں پیدا کی گئی۔ بلکہ آئندہ طاقت پیدا کرنے کے لئے۔ ایک ذریعہ اختیار کیا ہے۔ پس تغیر دو قسم کے ہو سکتے ہیں۔ اچھے بھی اور برے بھی۔ اس لئے آپ لوگوں کو دعا کرنا چاہیے اور جو کس ہنا چاہیے۔ کہ آپ میں جو تغیر ہو وہ اچھا ہو۔

میں نے پچھلے جمعہ بتایا تھا کہ آج کل عذاب کس طرح بڑھ رہے ہیں۔ مختلفوں۔ زلزلوں بیماریوں وغیرہ کے رنگ میں آرہے ہیں۔ اور آجکل متواتر ڈاک کھونے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ طاعون کثرت سے پھیل رہی ہے۔ یہ ایک تغیر کرنے کا ذریعہ ہے۔ جو خدا نے اختیار کیا ہے۔ اس لئے اس تغیر کے وقت میں کوشش کرنی چاہئے کہ ہمارے لئے اچھا تغیر ہو۔ اور باغبان اپنے باغ کی حفاظت کے لئے ہمیں نہ کاٹ دے۔

پس خدا کے حضور دعائیں کرو۔ اور خوب کرو۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کے لئے دعائیں کرو۔ کہ خدا تعالیٰ ان کو بھی ہر قسم کی آفات سے بچائے۔ اور جماعت کی ترقی ہو۔ آمین۔

سنسر کی قید ظفر علی صاحب کی ذات سے مختص تھی

گزشتہ پرچہ میں ہم نے ظفر علی صاحب کی تہذیب کی ذیل میں اشارتاً اس بات کا بھی ذکر کیا تھا۔ کہ ان کی تہذیب اور متانت سے گورنمنٹ پنجاب بھی خوب آگاہ ہے۔ جس نے محکمہ احتساب کو ستارہ صبح کی خدمت گذاری کا شرف بخش رکھا ہے۔ چنانچہ ۱۰۔ مارچ کے ستارہ صبح نے اس بات کا صاف الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"غالباً حکومت پنجاب کی عدل گستری اور رعایا پروری نے اسی بات کو قرین صواب و مصلحت سمجھا کہ جب مولوی ظفر علی خاں عملاً و اصولاً ستارہ صبح سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔ تو اب اس پر سنسر کی قید نہیں رہنی چاہئے۔ کیونکہ اس قسم کی قیود اور پابندیاں انہی کی ذات سے متعلق و مختص تھیں۔"

ان الفاظ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب کو ظفر علی خان صاحب کی تحریر پر کس قدر اعتماد تھا۔ اور وہ اسے کس نظر سے دیکھتی تھی۔ اور باوجود سنسر کے انتظام کے ظفر علی خاں صاحب کو بصد حسرت و یاس ستارہ صبح سے "عملاً" اور "اصولاً" اپنا تعلق قطع کر کے کرم آباد میں ہی۔ کیوں عافیت نظر آئی۔ جہاں اب وہ مقیم ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اب جبکہ گورنمنٹ پنجاب نے ظفر علی خاں صاحب کے ستارہ صبح سے علیحدہ اور منقطع ہو جانے پر سنسر کی قید کو ہٹا دیا ہے۔ تو کار کنان ستارہ اس نوازش خسروانہ کی دل و جان سے قدر کریں گے اور اپنے طریق عمل سے کسی فریق یا گروہ کی دل آزاری کر کے امن و امان میں خلل انداز نہ ہونگے۔ کہ عافیت اسی میں ہے۔

ذوالفقار کا سلوک در نجف سے

کسی دوسری جگہ شیعہ اخبار در نجف کے ایڈیٹر صاحب کا ایک خط درج ہے۔ جو انھوں نے بغرض اشاعت ہمارے پاس بھیجا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ جہاں تک ہو سکے۔ ان کے ناظرین اس غلط فہمی سے مطلع ہو سکیں جو ان کے ہم مذہب اور ہمدرد اخبار ذوالفقار لاہور نے اپنی ۲۸ فروری کی اشاعت سے پھیلائی ہے۔ جب در نجف کا اجرا ہوا تھا تو الفضل میں لکھا گیا تھا کہ در نجف کی پالیسی ذوالفقار کے رویہ کے خلاف ہوگی۔ کیونکہ یہ علامہ عبد العلی ہروی کے زیر اثر ہوگا۔ اس پر ایڈیٹر صاحب در نجف نے لکھا کہ ذوالفقار اور در نجف ایک ہیں۔ اور جہانتک ہو سکا اپنے قول کو اپنے فعل سے ثابت کیا۔

لیکن اب جبکہ کچھ عرصہ کے لئے بعض ان مجبوریوں کیوجہ سے جو ایڈیٹر صاحب کی چٹھی میں مرقوم ہیں در نجف کی اشاعت معرض التوا میں آگئی تو ذوالفقار نے بجائے اس کے کہ اپنے اس قومی اخبار کی مشکلات کے رفع کرنے کی کوشش کرتا۔ ایسے الفاظ شائع کئے جن سے حسد و کینہ کی بو آرہی تھی اور جو در نجف کے خریداروں کو بد دل کرنے والے تھے ان کے ازالہ کے لئے ایڈیٹر صاحب در نجف کو کوشش کرنی

شیعہ مجتہد حائری صاحب
اور
طاعون کا عذاب

ذوالفقار ۷- مارچ ۱۹۱۸ء میں جناب سرکار شریعتمدار علامہ حائری نے طاعون پر کچھ فرمایا ہے۔ جو سراسر خلاف کتاب و سنت ہے۔ تعجب ہے۔ کہ ایک مجتہد حضرت حجۃ اللہ علی الارض الامام القائم کی مخالفت میں کتاب اللہ اور عترت کو بھی چھوڑ دے۔

آپ فرماتے ہیں کہ طاعون کے بھی دوسرے امراض وبائیہ (ہیضہ۔ ملیریا) کی طرح دورے ہوتے رہتے ہیں۔ جناب مجتہد صاحب عذاب وہ تو نہیں ہوتا۔ جس پر کفار بھی بالضرور ایمان لے آئیں۔ کہ یہ عذاب ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں ہے۔ وما ارسلنا فی قریۃ من نبیّ الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون ثم بدلنا مکان السیّئۃ الحسنۃ حتی عفوا وقالوا قد مس آباءنا الضراء والسرّاء الآیۃ۔ یعنی ہر نبی کے آنے پر لوگ سختیوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ اور منکروں نے ہمیشہ یہی کہا کہ یہ عذاب نہیں۔ ایسا تو ہمارے باپ دادا کے وقت سے ہوتا چلا آیا ہے۔ کبھی وباء پھیل گئی کبھی آرام ہو گیا۔

افسوس ہے کہ جناب حائری صاحب مدعی اسلام ہو کر ایسے الفاظ زبان سے نکالیں۔ جو کفار سے مخصوص ہیں۔ طاعون کو رسول اللہؐ نے عذاب فرمایا ہے۔ دیکھو صحیح البخاری۔ اگر آپ اس حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ تو آپ کی کتابوں سے دکھایا جا سکتا ہے۔ اور قرآن مجید میں الرجز کی تفسیر طاعون سے کی گئی ہے۔

(۲) پھر آپ فرماتے ہیں کہ امت محمدیہ پر عذاب نفی کیا گیا ہے۔ بدیں آیت وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ حضرت! یہ تو کفار مکہ کے متعلق فرمایا۔ جب تک حضور مکہ میں رہے۔ وہ عذاب موعود نہ آیا۔ اور جب تشریف لے گئے۔ تو جیسا کہ وعدہ الٰہی تھا اور کتب عہد عتیق میں بھی لکھا تھا۔ ایک سال کے اندر وہ عذاب آ گیا۔ اسی آیت کے ساتھ ہے۔ وما لھم الا یعذبھم اللہ (اور کیوں انہیں اللہ عذاب نہ دے) ہم امت مرحومہ پر ایسا عذاب ممتنع ہے۔ جو انہیں بالکل تباہ کر دے۔ ورنہ لتتبعن سنن الذین من قبلکم۔ کے مطابق جب وہ بنی اسرائیل کے تمام اعمال سیئہ اختیار کریں گے۔ تو وہ عذاب بھی پائیں گے۔ جو ان پر آئے۔ پھر موت الابیض اور موت الاحمر قوام المہدی آنے کی پیشگوئی تو احادیث میں بھی ہے۔ جس کا انکار آپ نہیں کر سکتے۔

(۳) پھر آپ فرماتے ہیں۔ کہ طاعون اگر عذاب ہے۔ تو مریدوں کو قادیان آنے سے بطور حفظ ماتقدم کیوں روکا گیا۔

جواب یہ ہے۔ کہ رعایت اسباب ظاہری۔ یعنی قوانین الٰہیہ بہرحال ضروری ہے۔ جب یہ ایک متعدی مرض ہے۔ تو خدا تعالیٰ ہی کے حکم کے مطابق حفظ ماتقدم ضروری ہے۔ کہ فرمایا ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔ آپ کے نزدیک تو حضرت لوط جو اس بستی سے راتوں رات نکل گئے تھے۔ یہ بھی نعوذ باللہ ایک بزدلی ہو گی۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس شہر میں طاعون ہو وہاں نہ جاؤ۔ اس حکم کی تعمیل ضروری تھی۔ کیونکہ ہم شریعت محمدیہ پر عامل ہیں۔ مسیح موعود صاحب شریعت نبی نہیں۔

(۴) پھر فرماتے ہیں۔ کہ کہاں تو یہ دعویٰ کہ طاعون عذاب میرے مخالفوں کے لئے ہے۔ اور کہاں حب عبدوار اور مرہم عیسیٰ سے نسخہ بتایا جا رہا ہے۔ معلوم نہیں اس میں کیا قباحت ہے۔ خدا تعالیٰ کے انبیاء امم کو عذاب دینے کے لئے مبعوث نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ تو عذاب سے بچانے کے لئے اور نجات دلانے کے لئے آتے ہیں۔ اس لئے ایک طرف وہ عذاب کی خبر دیتے ہیں۔ دوسری طرف اس کا علاج بتاتے ہیں۔ علاج کچھ روح کے متعلق ہوتا ہے اور کچھ جسم کے متعلق۔ پھر سنئے نوح کا طوفان عذاب تھا یا نہیں۔ اور یہ عذاب منکروں کے لئے تھا یا ماننے والوں کے لئے۔ اگر منکروں کے لئے تو پھر حضرت نوح نے بطور حفظ ماتقدم کشتی کیوں بنائی کیا انہیں بھی اپنے وحی والہام پر یقین نہ تھا۔ جو اسباب ظاہری سے بھی کام لینا شروع کر دیا۔ آپ کو اپنے منطق کی کمزوری خوب معلوم ہو جائے۔ اگر آپ طاعون کی جگہ طوفان نوح کو رکھ لیں۔ اور رعایت اسباب ظاہری سے جیسی وہاں کشتی تھی۔ ایسے ہی یہاں بعض علاج تھے۔ یہ تو آپ نے کہیں نہیں فرمایا کہ صرف حب عبدوار ہی علاج ہے۔ نیز منکروں پر یہ عذاب تو تکذیب کی وجہ سے ہے۔ مگر بعض مومنین کا اس میں ماخوذ ہونا بطور ابتلاء و اسباب ظاہری سے ہے۔ اس لئے ان کے لئے علاج بتا دیا۔

۵۔ پھر فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے مرید طاعون سے بھی کثرت سے ہلاک ہوئے۔ میں کہتا ہوں کثرت سے ہلاک ہوئے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ جب سے طاعون پھیلا ہے ہماری تعداد سوحصہ بڑھ گئی۔ اور اتنے مخالفین گھٹ گئے۔

اگر آپ کہیں۔ کہ طاعون جب عذاب ہے تو پھر اس سے مرید کیوں ہلاک ہوئے۔ تو واضح ہو کہ قرآن مجید کی آیت میں تلوار کو عذاب ٹھیرایا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیھم ویشف صدور قوم مومنین دیکھئے یہاں تلوار سے قتل عذاب ہے حالانکہ صحابی بھی اسی تلوار سے شہید ہوئے۔ مخالفین و مکذبین کے لئے جسے عذاب فرمایا وہ مومنین کے لئے موجب شہادت ہے۔ اسی طرح طاعون مکذبین کے لئے عذاب اور مومنین کے لئے موجب شہادت ہے۔ اور خدا نے مابہ الامتیاز یہ رکھا ہے۔ کہ اس کے نتیجے میں ہم تو بڑھ رہے ہیں۔ جیسے صحابی بڑھتے تھے۔ اور مخالفین گھٹتے ہیں۔ جیسے مکذبین مکہ گھٹتے

اور کمزور ہوتے گئے۔

اور یہ حضرت امام نے کہیں نہیں فرمایا۔ کہ میرا کوئی بھی مرید طاعون سے نہیں مرے گا۔ اور قادیان کے متعلق بھی یہ پیشگوئی ہے۔ کہ یہ مقام ہلاک نہیں ہوگا۔ اور یہاں طاعون جارف یعنی ایسی کہ سات میں سے ۵-آدمی مرجائیں نہیں پڑے گی۔ اور جو اس کے مقابل یہ دعویٰ کرے گا کہ ہمارا مقام نسبتًا اس سے محفوظ رہیگا وہ ضرور طاعون میں ماخوذ ہوگا۔ (اکمل)

غیر مبایعین کی تعداد

حضرت خلیفۃ المسیح کے مضمون میں (جو حسن نظامی کے جواب میں ہے) یہ فقرہ بھی آگیا کہ دو ہزار سے زیادہ یہ لوگ (پیغامی) نہیں۔ اس پر مدیر پیغام نے ایک بے ہنگم سا نوٹ لکھا ہے۔ جس کا نہ سر ہے۔ نہ پیر۔ سیدھی اور صاف بات ہے کہ خلافت ثانیہ کے قیام سے ایک روز اول مرکز سلسلہ احمدیہ کے تمام محکمے آپ لوگوں کے زیر اثر تھے۔ اور ہر ایک جگہ تم ہی تم چھائے ہوئے تھے خدا تعالےٰ نے اپنی جماعت مہاجرین و انصار قادیان دارالامان کے قلوب کو حضرت فضل عمر کی طرف متوجہ کیا اور ان سب نے خلافت کی بیعت کرلی۔ الا محمد علی کہ اس نے اباو استکبار سے کام لیا۔ اور وہ منکروں میں سے رہا۔ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کو الہام ہوا کہ لیمزقنھم (یعنی ان دشمنان حق کے گروہوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیگا) چنانچہ انہی کے جتھہ وار آہستہ آہستہ ان سے الگ ہو ہو کر ہمارے ساتھ مل گئے۔ اور اب ان کی یہ حالت ہے کہ دو ہزار بھی نہیں رہے۔ اگر کسی وقت سرسری انداز سے کہا گیا ہے۔ کہ تم لوگ دو فیصدی ہو اس طرح دس ہزار بنتے ہو۔ تو یہ الہام لیمزقنھم ہی کی اعجاز نمائی تھی۔ کہ اب تم دو ہزار رہ گئے ہو۔ تمھیں تو دعویٰ ہے کہ جماعت کا چھٹا حصہ خلافت کے ساتھ۔ اور اس طرح پر باقی ⅚ تمھارے ساتھ ہے۔ (چنانچہ ایک اعلان تمھارے پنجتن کے دستخط سے شائع ہوچکا ہے) تم اس کے دسویں حصے بلکہ پچاسویں۔ بلکہ سوویں (۱/۱۰۰) حصے ہی کا ثبوت دو۔ تم ہم سے آٹھ ہزار کی فہرست مانگتے ہو۔ ہمارا کام نہیں۔ اگر تمھارا دعویٰ ہے کہ دو فیصدی کے لحاظ سے دس ہزار یقینی طور پر ہو۔ تو اپنی فہرست شائع کردو۔ ہم فہرست کے شائع ہونے۔ اور اس کی تصدیق کرلینے کے بعد اپنی غلطی کا اقرار کرلیں گے۔ کہ دو ہزار جان کو کہا گیا تھا۔ تو غلطی سے ایسا کہا گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ اوائل میں بعض علاقوں میں تمھارا شور و شر اور تمھاری کثرت کے ادعا سن کر ہم نے ازراہ مزید احتیاط لکھ دیا کہ تم دو فیصدی ہو۔ لیکن جب تمھاری نسبت تمام ہندوستان میں تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ تم بہت کم ہو۔ ادھر الہام لیمزقنھم نے بھی اپنا اثر دکھایا اور تمھارا کثیر حصہ ہماری طرف کٹ کٹ کر چلا آیا۔ اور تم دو ہزار رہ گئے۔ اب اگر اس میں کچھ شک ہو تو اپنی فہرست شائع کردو۔ تاکہ تمھارے اس ادعائے باطل کی حقیقت بھی مبرہن ہو جو تم اپنے آنریری سکرٹری کی زبان سے اعلان کراتے رہتے ہو۔ کہ ہم اہل الرائے اور اہل علم اور تعلیم یافتہ ہیں۔ ہم بھی تو دیکھیں کتنے ایم۔ اے۔ بی۔ اے۔ مولوی فاضل آپ میں ہیں۔ تعجب ہے کہ ایک طرف تمھارا دعویٰ ہے کہ ہم سب تعلیم یافتہ ہیں اور ہماری طرف سب دیہاتی۔ دوسری طرف تمھارے آرگن پیغام کی یہ حالت ہے کہ تمام سال میں ۱۳۵۰ روپے اس کی آمد ہوتی ہے۔ اور خرچ ۳۰۹۰ روپے یعنی ۱۷۴۰ کے مقروض اور پانچ روپے سالانہ کی اوسط کے حرف ۲۷۰ اس کے خریدار اور دعویٰ یہ کہ ہمارے ساتھ ۲۰ ہزار بھی نہیں۔ اور آپ کے ساتھ ۴ لاکھ ۲۰ ہزار۔ آدمی کو کسی وقت شرم بھی کرنی چاہئے۔ اور مسیح موعود کا الہام پورا کرنے کے لئے اگر بے شرمی پر کار رہنا ہو۔ تو بہت اچھی بات ہے۔ ثواب ہوگا۔

اکمل

ختم نبوت پر مولوی محمد علی صاحب کی تقریر اور اس پر ایک نظر

(۴)

(از جناب حافظ روشن علی صاحب - فاضل)

گزشتہ نمبر میں ہم نے انبیاء کی آمد کے مقاصد تبلائے تھے اور ان سے ثابت کیا تھا کہ ہر ایک نبی کے لئے شریعت جدیدہ لانا ضروری نہیں۔ اب ہم مولوی محمد علی کے اس قول کے متعلق کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ جو یہ ہے۔ کہ قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے آنیکا اشارہ تک نہیں پایا جاتا۔ اول تو جب مولوی محمد علی صاحب احادیث کو مانتے ہیں۔ اور ان میں عیسیٰ نبی اللہ کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے۔ تو پھر اگر یہ صحیح بھی ہو کہ قرآن کریم میں رسول کریم کے بعد کسی نبی کے آنیکا اشارہ تک نہیں تو بھی ان کی نجات نبوت سے جسے وہ ایک بڑا بھاری عذاب سمجھتے ہیں۔ (کیونکہ اس کے بند کرنے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا رہے ہیں) کیونکر ہو سکتی ہے۔ جبکہ ان میں اس کی خبر موجود ہے۔ ہاں اگر وہ چکڑالوی خیالات کے ہوتے۔ تو احادیث کو پس پشت ڈالنا۔ ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی اعلان اس قسم کا ہمارے سننے میں نہیں آیا۔ کہ انھوں نے چکڑالویت اختیار کرلی ہے۔ لیکن اگرچہ ان کا یہ قول کہ یہ مسئلہ قرآن کریم میں نہیں۔ اس لئے اس کو نہ ماننا چاہیئے۔ باوجود اس کے کہ احادیث میں موجود ہے۔ چکڑالویت کی تمہید ضرور ہے۔

قرآن کریم میں نبی کے آنیکا ذکر

اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں دروازہ نبوت

کے بھلے ہونیکا ذکر کنایہ کے طور پر نہیں۔ بلکہ صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ اور کسی ایک جگہ نہیں۔ بلکہ بہت سی جگہوں میں ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ایک ایسی دعا سکھلاتا ہے۔ جس کا دن میں کئی بار پڑھنا ہر ایک مومن کا فرض ہے۔ اور وہ یہ کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ اس میں ایک تو اہل انعام کا راستہ مطلوب ہے۔ اور دوسرے اہل غضب و ضلالت سے بچائے جانے کی درخواست ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہئے۔ کہ یہ انعام والے کون ہیں۔ اور وہ انعام کیا ہے۔ اس کا پتہ سورہ نساء اور سورہ مائدہ کی آیات سے لگتا ہے۔ چنانچہ سورہ نساء میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ انعم اللّٰہ علیھم من النبیین الآیۃ اور سورہ مائدہ میں فرماتا ہے۔ یا قوم اذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء ان ہر دو آیتوں سے ثابت ہے۔ کہ اہل انعام انبیاء ہیں۔ اور انبیاء کا قوم میں ہونا نعمت ہے۔ پس جب انبیا کا قوم میں ہونا خدا کا ایک خاص انعام ہے۔ اور رات دن سورہ فاتحہ کے پڑھنے سے اس انعام کے حاصل ہونے کی دعا خدا کے حضور کی جا رہی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے پورا ہونے کے خلاف مولوی محمد علی صاحب زور لگا رہے ہیں۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ وہ نبوت کو ایک عذاب سمجھتے ہیں۔

پھر دیکھئے۔ اہل غضب اور اہل ضلالت یہود و نصاریٰ ہیں۔ جن میں سوائے اس کے کہ خدائی فعل سے مکالمہ و مخاطبہ نہیں پایا جاتا۔ اور یہ دونوں قومیں اس نعمت سے محروم ہو چکی ہیں کہ ان میں سے کوئی نبی مبعوث ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح کے بعد ان میں سے آج تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ کیا مغضوب اور ضلالت کی علامت ہے۔ کیا ظاہری طور پر ان کے پاس کوئی علم و دولت نہیں۔ پالیٹکس اور دنیاوی لحاظ سے وہ مسلمانوں سے پیچھے ہیں پیچھے ہونا تو الگ رہا۔ اس رنگ میں تو وہ اس قدر بڑھے ہوئے ہیں۔ کہ مسلمان ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پس۔ اہل اسلام اور

اُن میں ظاہری امتیاز سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ اور کیا ہے۔ کہ وہ لا یکلمھم کی سزا کے نیچے ہیں۔ اور مسلمان کلام اللّٰہ سے بہرہ ور۔ لیکن آنحضرت صلعم کے فیضان سے نبوت کا امت محمدیہ میں باقی نہ سمجھنا اسلام کی عظمت کو مٹاتا ہے۔ لہذا سورہ فاتحہ کی دعا سے یہ امر بکلی ثابت ہو گیا۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت مطلوب ہے۔ اور نبی آ سکتا ہے۔ مسیح موعود سے پہلے امت محمدیہ میں کوئی نبی کیوں نہ آیا۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ دعائیں تیرہ سو سال کی مانگی جا رہی ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم صاحب مہر نبوت بھی اسی وقت سے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس عرصہ میں سوائے مسیح موعود کے۔ اور کوئی نبی نہ ہو اور کیوں آنحضرت صلعم کی مہر نے اس سے پہلے اپنے جوہر نہ دکھلائے۔ بالکل معمولی بات ہے۔ جس کا حل ادنیٰ تامل سے ہو سکتا ہے۔ دیکھئے جو چیز انعام کے طور پر ملے اسے انعام اسی وقت کہا جاتا ہے جبکہ ضرورت کے وقت ملے۔ اور جس کو دی جائے اسے اس کی ضرورت ہو۔ ورنہ نہیں۔ مثلاً بغیر ضرورت کے بارش کا ہونا انعام نہیں۔ بلکہ سزا ہے۔ اسی طرح۔ بغیر بھوک کے کسی کا کھانا کھلانا انعام کرنا نہیں بلکہ بیمار بناتا ہے۔ تو کسی نبی کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے۔ جبکہ لوگوں کے عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ نہیں رہتے۔ ان میں غفلت اور لاپرواہی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور مخالفین کی طرف سے انھیں امور یعنی عقائد صحیحہ اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ پر۔ اس وقت ضرورت ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کسی نبی کو بھیجے۔ جو آکر عقائد فاسدہ کو عقائد حقہ سے جدا کرے۔ اپنی دعاؤں اور توجہات سے لوگوں کی کاہلی اور سستی کو دور کر کے ان میں اخلاق فاضلہ پیدا کرے۔ اور دشمنوں کے حملوں کا جواب دے۔ سو یہ ضرورت تیرہ سو سال میں سوائے تیرھویں صدی کے ایسے رنگ میں ظہور پذیر نہیں ہوئی۔ کہ تمام عالم پر مستولی ہو گئی ہو۔ اس سے پہلے کسی ایک آدھ ملک میں مسلمانوں کے

عقائد میں فساد ہوا یا ان اعمال میں سستی واقعہ ہوئی لیکن یہ کیفیت کبھی نہیں ہوئی۔ کہ مشرق اور مغرب جنوب اور شمال غرضیکہ جہاں کہیں بھی مسلمان ہوں اُن پر ایک ایسی آندھی چلے کہ اُن کے دل عقائد صحیحہ سے الگ اور اُن کے اعضاء اعمال صالحہ سے دور ہوں۔ مگر اس زمانہ میں باوجود اس کے کہ علماء اور کتابوں کی کثرت ہے کہ جس کی نظیر گذشتہ زمانہ میں نہیں پائی جاتی اور مذہبی آزادی کا یہ عالم ہے کہ جس کی مثال پہلے کبھی نہیں ملتی۔ باوجود ان سب سہولتوں کے مسلمانوں میں مذہب سے ایسی آزادی ہے۔ کہ ہزار میں ایک بھی پوری طرح شریعت کا پابند ملنا مشکل ہے۔ چنانچہ اس کا نقشہ حضرت مسیح موعود نے ذیل کے اشعار میں کھینچا ہے فرماتے ہیں ؎

اب تم پہ کوئی جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے

اب ایسے زمانہ میں جس میں کتابوں اور علماء کی کثرت سے جہالت اور ناواقفی کا عذر باطل ہے اور مذہبی آزادی کے لحاظ سے تشدد مذہبی کا عذر مفقود تاہم کتابیں اور علماء لوگوں کی اصلاح سے عاجز ہوں تو اب کون ہے کہ جو سوائے نبی کے اُن کو پھر دین اسلام پر قائم کر سکتا ہے۔ ایسے وقت میں وہی انسان خدا کے عظمت اور جلال کو دلوں میں قائم کر سکتا ہے جس کی سچائی کو خدا نے زور آور حملوں سے ثابت کیا ہو پس چونکہ آنحضرت صلعم کے بعد تیرھویں صدی تک فساد اس پایہ کا نہ تھا کہ کسی نبی کے بھیجنے کی ضرورت پڑتی۔ اس لئے نبی کا آنا اسی وقت انعام ہو سکتا تھا جبکہ اشد ضرورت ہو۔ اور چونکہ اس زمانہ میں وہ ضرورت ہے۔ اس لئے نبی بھی بھیجا گیا۔ اب اگر اس ضرورت کے وقت میں بھی نبی نہ آتا تو بیشک مہر نبوی کے جوہر ظاہر نہ ہوتے۔ اور نہ یہ پتہ لگتا کہ

آنحضرت صلعم کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔

دوسری آیت سورہ نور کی ہے جس سے آنحضرت صلعم کے بعد نبی کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے نبی صلعم کے بعد مسلمانوں میں سلسلہ خلافت کو جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے اور چونکہ حضرت موسیٰ کا آخری خلیفہ عیسیٰ نبی اللہ تھا۔ اس لئے محمدی خلافت کا آخری رکن بھی نبی ہونا چاہیئے۔

تیسری آیت سورہ ہود کی ہے۔ افمن کان علی بینتہ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ اس آیت میں نبی کریم صلعم کے اتباع سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک شاہد کا مبعوث ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس کو خدا تعالےٰ اپنی طرف سے مبعوث کرے۔ وہ نبی ہوتا ہے۔ پس جس کی شہادت تمام لوگوں پر حجت ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ نبی اور رسول ہو جس کا ماننا لوگوں پر فرض ہو اور کون ہو سکتا ہے۔

چوتھی آیت سورہ اعراف کی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم الآیۃ۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلعم کے وقت میں تمام بنی آدم کو مخاطب کیا ہے۔ اور انھیں یہ بتایا ہے کہ تمھارے اندر رسول آئینگے۔ اگر نبی کریم صلعم کے بعد کسی رسول اور نبی کا آنا ناممکن تھا۔ تو یہ آیت صرف حضرت آدم پر اترنی چاہیئے تھی نہ کہ نبی کریم صلعم پر۔ نبی کریم صلعم پر تو کوئی اس قسم کی آیت نازل ہونی چاہیئے تھی۔ جس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اے بنی آدم اب تک تو میں رسول بھیجتا رہا ہوں جو تمھیں ضلالت کے وقت ہدایت دیتے رہے ہیں۔ لیکن آج سے میں اپنی اس سنت کو بدلتا ہوں۔ اور آئندہ تمھیں رسالت کی نعمت اور نبوت کا فیضان کبھی نہیں دیا جائیگا۔ اگر ایسی آیت نازل ہوتی تو اس سے یہ سمجھا جا سکتا تھا۔ کہ نبی کریم صلعم کے بعد یا تو شیطان ہلاک ہو گیا۔ اور نفس امارہ نفس مطمئنہ سے بدل گیا۔ اس لئے اب کسی کا کافر اور فاسق ہونا قیامت تک کے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یا یہ کہ پہلے زمانہ میں تو خدا تعالیٰ کو کفر اور فسق سے بہت نفرت تھی۔ جس کے ازالہ کے لئے نبی مبعوث کر دیتا تھا۔ لیکن آئندہ کے لئے خدا نے اس نفرت کو چھوڑ دیا اور اُسے گناہ پسند ہونے لگے ہیں۔ اب چاہے دنیا میں کتنی ہی ضلالت اور گمراہی پھیل جائے۔ کتنی ہی گمراہی بڑھ جائے اور اسلام کا صرف اسم و رسم رہ جائے تو بھی اب کوئی رسول یا نبی مبعوث نہیں کرنے کا لیکن کیا کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی یہ مان سکتا ہے ہرگز نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ جس طرح پہلے بے دینی اور گمراہی کے وقت خدا کسی نبی کو بھیجا کرتا تھا۔ اسی طرح اب بھی جب ایسی حالت ہو گی ضرور بھیجے گا۔ اس لئے مولوی محمد علی صاحب کا یہ خیال بالکل باطل ہے۔ کہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور قرآن میں کسی نبی کے آنے کا کنایتہً بھی ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کی ان آیات سے جنہیں ہم نے پیش کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ نبی آ سکتے ہیں۔ آئیں گے۔

کیا نبی کریم نے کسی نبی کے آنے کی بشارت نہیں دی

پھر مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ مجدد کی تو آنحضرت صلعم نے بشارت دی۔ لیکن کسی نبی کے آنے کی بشارت نہ دی۔ ایک چھوٹی نعمت کی خبر دی۔ اور بڑی نعمت کی بشارت نہ دی۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ دین کامل ہو گیا اور کامل دین کے بعد مجدد ہی آیا کرتے ہیں۔ نبی نہیں آیا کرتے۔ پس اب مجدد دین کی ضرورت ہے۔ نہ کہ نبی کی۔ ملخصاً۔

اس قول میں مولوی محمد علی صاحب نے سراپا فریب دہی سے کام لیا ہے۔ یا اپنی کم علمی کی وجہ سے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ رسول کریم نے مجددوں کی بشارت دی ہے کسی نبی کی نہیں دی اور اس طرح چھوٹی نعمت کو تو ظاہر کر دیا۔ اور بڑی کو نہ کیا۔ کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ جبکہ مسیح موعود نبی اللہ کی بشارت بخاری مسلم کی احادیث جو کہ اعلیٰ پایہ کی کتابیں ہیں۔ ان کے اندر موجود ہے۔ اور مجددین کی حدیث کو بخاری چھوڑ مسلم نے بھی نہیں لیا۔ لیجیے صاحب بڑی بشارت بڑی کتابوں میں۔ اور چھوٹی بشارت چھوٹی کتابوں میں ہم نے ثابت کر دی۔ کیا بخاری مسلم کی احادیث مولوی محمد علی کو معلوم نہیں یا کہ بڑی بشارت سے وہ آگاہ نہیں۔ اور مجددین کی حدیث جو ابوداؤد میں ہے اور مسلم و بخاری میں جس کا ذکر تک نہیں۔ وہ اُن کو ازبر ہے۔ اول تو ہمیں اس بات کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کہ ہم احادیث سے اس بڑی نعمت کی بشارت کو دکھلاتے۔ جبکہ قرآن کریم میں اس بشارت کا ذکر نہایت واضح طور پر موجود ہے۔ لیکن اس وجہ سے کہ مولوی محمد علی کو کہیں بھی جائے دم زدن باقی نہ رہے ہم نے مجددین کی بشارت جو کہ چھوٹی نعمت ہے اس کا جن کتابوں میں ذکر ہے اُن سے بڑے پایہ کی کتابوں میں نبی کی بشارت پر مولوی محمد علی صاحب کو متنبہ کیا ہے۔ اور ان کا یہ کہنا کہ چونکہ دین کامل ہو گیا ہے۔ کامل دین کے بعد مجدد ہی آیا کرتے ہیں۔ نہ کہ ثابت کرتا ہے کہ بارہا دنیا میں دین کامل ہوئے۔ اور ان کے بعد مجدد آتے رہے۔ اور بارہا ناقص دین آئے جن کے بعد نبی آتے رہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لاکھوں سالوں سے مولوی محمد علی صاحب اس دنیا میں موجود ہیں۔ کئی آدم انھوں نے ہاتھوں کھلائے۔ کئی نبی ائے اور کئی خلفاء کا انکار کیا۔ کئی کامل اور ناقص دینوں کی سیر کرتے ہوئے۔ عمدہ امارت پر براجمان ہوئے۔ یہ بینظیر علم جو اتنی لمبی عمر میں انھیں حاصل ہوا۔ اس کی مثال انسانوں میں تو نہیں ملتی۔ شاید جنوں میں ہو تو ہو۔

میں تو جتنی دفعہ ان کا یہ قول پڑھتا ہوں۔ کہ کامل دین کے بعد مجدد آیا کرتے ہیں۔ اور ناقص دین کے بعد نبی حیران ہو ہو جاتا ہوں۔ اور خیال کرتا ہوں کہ دنیا بھی کیسی اندھی ہے کہ جو اس پیر کہن کے علم و تجربہ سے فائدہ نہیں اٹھاتی۔ لیکن اگر انھیں اس قدر لمبی عمر کا انسان ہونے سے انکار ہو تو اس کے متعلق میں صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جب آپ کے نزدیک سوائے آنحضرت صلعم کے کوئی نبی بھی دین کامل نہیں لایا۔ تو آپ کا یہ کہنا کہ کامل دین کے بعد مجدد ہی آیا کرتے ہیں کس علم اور تجربہ کی بنا پر موقوف ہے۔ براہ مہربانی اس سے آگاہ کیجیے۔ تاکہ دنیا کو آپ کے بے نظیر اقوال کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں آسانی اور سہولیت ہو۔ (البقیۃ تانی)

ولایتی چٹھی

جناب ایڈیٹر صاحب۔ مشرق گورکھپور تسلیم۔

ایک اخبار میں شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی کا مضمون لندن میں تبلیغ اسلام کے بارے میں دیکھ کر مجھے بہت ہی تعجب ہوا کہ وہ مفتی محمد صادق صاحب اور قاضی محمد عبداللہ صاحب کی پر زور مخالفت اس وجہ سے کرتے ہیں کہ یہ صاحبان احمدی ہیں۔ اور پھر ساتھ ہی خواجہ صاحب اور ان کے ساتھیوں کی تعریف کرتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب نے ان کے اندر اسلامی محبت کا جوش ڈال دیا ہے ممکن ہے کہ قدوائی صاحب بسبب اس کے کہ وہ ووکنگ میں قیام پذیر ہیں اور ہم طعام ہیں خواجہ صاحب کی خاص تعریف کے واسطے معذور ہوں۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ مفتی صاحب اور قاضی صاحب جو اپنے وطن کو چھوڑ کر اور بالمقابل خواجہ صاحب محض غریبانہ زندگی بسر کر کے تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ اور باوجود خطرات کے خاص لندن میں قیام پذیر ہیں۔ ان کی صرف اس وجہ سے مخالفت کی جائے کہ وہ احمدی ہیں۔ مگر سوال آ ہے کہ کیا خواجہ صاحب احمدی نہیں۔ کیا ان کا خاص کارکن۔ جو پہلے ایک معمولی یہودی تھا۔ یا ان کا خاص رفیق خانساماں۔ احمدی نہیں۔ کیا یہاں کے نو مسلم یہ سن کر کہ خواجہ صاحب احمدی ہیں۔ احمدیت سے محبت کرنے والے نہیں بنجاتے۔ کیا ووکنگ میں سب سے زیادہ جو کتاب نو مسلموں کو دی جاتی ہے وہ مرزا صاحب کی تصنیف ٹیچنگ آف اسلام نہیں۔ اور پھر کیا خود خواجہ صاحب نے کئی نو مسلموں کے سامنے مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونیکا اقرار نہیں کیا۔ میں احمدی جماعت میں داخل نہیں۔ ووکنگ کے حالات مدت سے دیکھ رہا ہوں۔ میں از روے انصاف یہ کہتا ہوں۔ کہ مفتی صاحب اور قاضی صاحب بہت جوش کے ساتھ خدمت اسلام کر رہے ہیں کیا ان کے ہاتھ پر مسلمان ہونے والے کلمہ نہیں پڑھتے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کے قائل نہیں ہو جاتے بات تو اصل میں یہ ہے کہ خواجہ صاحب ہرگز پسند نہیں کرتے۔ کہ کوئی اور بھی کام کرنے والا ہو۔ قاری سرفراز حسین صاحب کو ہر حیلے بہانے سے انھوں نے یہاں سے رخصت کرایا۔ جب کبھی ہندوستان سے کسی مشنری کے آنے کی تجویز ہوئی۔ خواجہ صاحب نے کچھ ایسے شرائط ضرور لگا دیے کہ وہ نہ آئے۔ اور نہ آسکے۔ وہ چاہتے ہیں کہ صرف انہی کی شہرت ہو مفتی صاحب اور قاضی صاحب کچھ مدد نہیں چاہتے۔ اور لوگوں کو مسلمان کر رہے ہیں۔ ان کی دلداری چاہیے۔ اور ریفارمروں کو خوشی سے چھپایا جائے۔ باقی اگر وہ احمدی ہیں۔ اور احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ تو اسلام سے کچھ الگ ہو کر نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک جو بات افضل ہے ضروری ہے کہ اپنے دین و ایمان کے مطابق وہ اس کا اظہار کریں۔ خود ووکنگ کے مسلم ریویو میں اکثر مضامین جناب مرزا صاحب کی کتابوں سے نقل ہوتے ہیں۔ اور آخر پڑھنے والے کو ایک دن معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ مضمون مرزا صاحب کا ہے۔ قاضی صاحب اور مفتی صاحب کبھی مسلمان کو یہاں آنے اور تبلیغ کرنے سے روکتے نہیں۔ ہاں خواجہ صاحب ایسی باتیں لکھا کرتے ہیں کہ ہم سے کم عمر کا کوئی نہ آئے کوئی ایسا شخص نہ آئے جو انگریزی اور عربی ہر دو زبانوں کا ماہر نہ ہو۔ یہ صرف اس واسطے ہے کہ نہ ایسا شخص ہوگا اور نہ کوئی آئیگا۔ حالانکہ خواجہ صاحب ان دونوں زبانوں کے ماہر نہیں مگر جس کو خواجہ صاحب اپنے ڈھب کا اور اپنا رازدار پاتے ہیں۔ اس کو بغیر کسی شرط کے بلا لیتے یا ساتھ لے آتے ہیں۔ غرض میں نے سچائی کے ساتھ اس امر کا اظہار کر دیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو سچ سچ حال معلوم ہو جائے۔ خادم المسلمین عبدالرحمٰن نمبر ۱۳ یوویل نورکیٹ (از اخبار مشرق)

دفتر اخبار "درنجف" لاہور کا تبادلہ

"درنجف" کے بارہ نمبر اخیر دسمبر تک شائع ہو چکے ہیں دفتر اس اخبار کا لاہور میں تھا۔ میری ہمشیرہ کا وطن مالوف میں انتقال ہو گیا مرحومہ ایک سہ ماہہ فرزند چھوڑ کر عالم جاودانی کو رحلت فرما ہوئیں۔ مرحومہ کی علالت نے میری تنہائی۔ اور والدین کی ضعیفی پر تکلیف کا اور بھی اضافہ کر دیا مجھ سے یہ نہ ہو سکتا تھا کہ اکیلا گھر چھوڑ کر لاہور میں کوئی کام کروں۔ میں ایسی وجوہ پیش آمدہ نے مجبور کیا کہ لاہور سے دفتر کو منتقل کیا جائے۔ بزرگان دین و قوم سے یہی امید ہو سکتی ہے کہ بجائے ہمدردی واشک شوئی کے ہمیں مصائب و آلام پر شماتت کریں اور حالات پر مع الخیر کا نقطہ شائع فرمایا۔ اخبار ذوالفقار لاہور میں حضرت قبلہ کعبہ نے میرے اخبار کی بہت عمدہ رپورٹ قوم تک پہنچائی ہے۔ جزاہم اللہ آپکے مضمون پر ذیل کے اشخاص سے میری اعانت فرمائی ہے ملک میاں ناصر دین صاحب رئیس شاہدرہ کلاں ضلع ۔ سید رحمت اللہ شاہ صاحب ضلع ۳ منشی مہتاب دین صاحب ضلع میر الکل لغہ پبلشر کی طرف سے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع سیالکوٹ سے منظوری کی درخواست کی گئی ہے عنقریب نمبر ۱۳ شائع ہوگا۔ تمام اخبارات کا تبادلہ جاری ہے کیونکہ وہ درنجف کے اجرا پر خوش ہیں۔ ذوالفقار اور اہلحدیث بند ہیں سوا اپنے قبلہ و کعبہ سے صرف یہ عرض ہے

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا